استحکام معاشرہ اور زکوٰۃ

*ڈاکٹر اشتیاق احمد گوندل

Islam as a complete code of life focus on the welfare and betterment of its followers in this and the world hereafter. Though moral and spiritual aspect of human life is more important but some time worldy and materialistic dimension is neglected. Zakat is one of the basic pillars of Islam which ensures social and materialistic uplift of society while success in the hereafter is result and reward of this obligation. If in a Muslim society Zakat is paid with true sense, it can benefit all the social classes. Social and moral aspect of Zakat is not only for the sake of social welfare but by paying Zakat Muslim purify their soul and as a result personality development goes in right directions. In this article it has been tried to project social betterment and uplift rather than just rules and regulations.

اسلام اپنے تمام ارکان کے ذریعے اجتماعیت پر زور دیتا ہے معاشرتی زندگی کا توازن اور استحکام انسانی ضرورت بھی ہے اور اسلامی تعلیمات کا ھدف بھی ہے جیسا کہ فرمان رسولؐ مقبول ہے'' لا رھبانیة فی الاسلام '''' اسلام میں رھبانیت کا تصور نہیں ہے''[1] اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:'' جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے اس سے وہ بہتر ہے جو لوگوں کے درمیان رہتا ہے اور انکی طرف سے ملنے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے۔[2]

اجتماعی زندگی میں معیشت کی اہمیت مسلم ہے اور معیشت میں اعتدال کے لیے زکوٰۃ کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے معاشی ناہمواری طبقاتی کشمکش کو جنم دیتی ہے جبکہ زکوٰۃ معاشی ناہمواری کو کم کرتی ہے گردش دولت کو ممکن بناتی ہے اور معاشرتی استحکام کا باعث بنتی ہے۔

قرآن مجید میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف قرار دیے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

انما الصدقات للفقر آء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلو بهم وفی الرقاب والغارمین و فی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله والله علیم حکیم O

زکوٰۃ کا مال تو غریبوں، مسکینوں اور زکوٰۃ کے شعبہ میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لیے ہے،

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جن کے دلوں کو اسلام کی طرف ملانا ہے اور گردن چھوڑانے میں جو تاوان بھریں ان میں اور خدا کی راہ میں اور مسافر کے بارہ میں یہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے اور خدا جاننے والا حکمت والا ہے۔ ۳

اسلام نے فقراء میں ان خوددار اور مستور الحال شرفاء کو ترجیح دی ہے جو دین اور مسلمانوں کے کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے کوئی ملازمت یا بیوپار یا تجارت نہیں کر سکتے۔ اور حاجت مند ہونے کے باوجود کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے، اور اپنی آبرو اور خودداری کو ہر حال میں قائم رکھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا

للفقراء الّذین احصر وافی سبیل الله لا یستطیعون ضرباًفی الارض یحسبهم الجاهل اغنیآء من التعفف، تعرفهم بسیمٰهم لایسئلون الناس الحافاً"

''اُن مفلسوں کو دینا ہے جو اللہ کی راہ میں اٹک رہے ہیں اور زمین میں (روزی حاصل کرنے کے لیے) چل پھر نہیں سکے، ناواقف ان کے نہ مانگنے کی وجہ سے ان کو بے احتیاج سمجھتے ہیں تم ان کو ان کے چہرہ سے پہچانتے ہو کہ وہ حاجت مند ہیں، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے'' ۴

زکوٰۃ تمام مستحقین کو درجہ بدرجہ ان کی اہمیت اور اپنے تعلق کے لحاظ سے دینا چاہیے

چنانچہ اسی سورۃ میں فرمایا:

"واٰتی المال علی حبه ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب"

:''اور جس نے خدا کی محبت پر دیا مال کی محبت کے باوجود، قرابت مندوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں اور غلاموں یا مقروضوں کی گردن چھڑانے میں مال دیا''۔ ۵

معاشرتی استحکام فرد کی تربیت کا مرہون منت ہے اس لئے زکوٰۃ تزکیہ نفس کے ذریعے فرد کی شخصیت نکھارتی ہے۔

زکوٰۃ اور تزکیہ نفس:

زکوٰۃ کا اصلی اور مرکزی مقصد ہی وہ ہے جو خود لفظ زکوٰۃ کے معنی کے اندر ہے زکوٰۃ کے لغوی معنی ''پاکیزگی'' پاکی اور صفائی کے ہیں یعنی گناہ اور دوسری روحانی، قلبی اور اخلاقی برائیوں سے پاک وصاف ہونا۔ ۶

قرآن پاک میں یہ لفظ اسی معنی میں بار بار آیا ہے: ارشاد باری ہے:

قد افلح من تزکی O و ذکر اسم ربه فصلی O

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا۔ اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔'' ۷

''قد افلح من زکھا O و قد خاب من دسھا'' O

''مراد پا گیا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، اور نامراد ہوا وہ شخص جس نے اسکو میلا اور گندہ کیا''۔ ۸

یہ تزکیہ اور پاکی وصفائی نبوت کی تین عظیم الشان خصوصیات میں سے ایک ہے۔

فرمایا:

''یتلوا علیھم اٰیٰتہ و یزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ''

''وہ نبی خدا کی آیتیں پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو گناہوں سے پاک وصاف کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔'' ۹

تزکیہ نفس، دل کی پاکی، روح کی صفائی اور نفس کی طہارت مذہب کی اصل غائیت اور نبوتوں کا اصل مقصد ہے۔ انسانوں کی روحانی ونفسانی بیماریوں کے بڑے حصے کا سبب تو خدا سے خوف ورجاء اور تعلق ومحبت کا نہ ہونا ہے تو اسکی اصلاح نماز سے ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرا سبب رسول اللہ کی محبت اور مال ودولت اور دیگر اسباب دنیا سے دل کا تعلق، زکوٰۃ درحقیقت اس دوسری بیماری کا علاج ہے غزوہ تبوک کے موقع پر جب صحابہؓ سے باغ دبستان جو انکی دولت تھی کے سبب سے غزوہ میں عدم شرکت کی خطاء ہوئی، پھر ان کی صداقت اور سچائی کے باعث خدا نے ان کو معافی دی تو رسول کریم ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا:

''خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا''

''ان کے مالوں میں سے زکوۃ لے کر ان کو پاک وصاف بنا''۔ ۱۰

اس آیۃ مبارکہ کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اپنے محبوب ترین مال میں سے کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں دیتے رہنے سے انسانی نفس کے آئینہ کا سب سے بڑا زنگ ''محبت مال'' دل سے دور ہو جاتا ہے۔ بخل کا مریض تندرست ہو جاتا ہے مریض کی حرص کم ہوتی ہے باہمی ہمدردی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے شخصی خودغرضی کے بجائے اجتماعی اغراض کے لیے اپنے اوپر ایثار کرنا انسان سیکھتا ہے یہی وہ دیواریں ہیں، جن پر تہذیب نفس اور حسن خلق کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ اور معاشرتی زندگی کا نظام مبنی ہے۔ ارشاد باری ہے:

''یمحق اللّٰہ الربوٰ و یربی الصّدقات''

'': خدا سود کو گھٹاتا اور صدقہ کو بڑھاتا ہے''۔ ۱۱

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس آیۂ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ سود گو شخصی دولت میں اضافہ کرتا ہے لیکن اجتماعی دولت کو برباد کرتا ہے جس سے پوری قوم مفلس ہو جاتی ہے اور آخر کار، وہ شخص بھی تباہ ہو جاتا ہے جبکہ قومی صدقہ وعطاء سے قوم کے نہ کمانے والے افراد کی امداد ہو کر قومی دولت کا معتدل نظام باقی رہتا ہے ساری قوم خوشی اور برکت سے زندگی بسر کرتی ہے اگر سود لینے والا کبھی اتفاقی و حادثاتی طور پر مالی خطرہ میں پڑ جاتا ہے تو اسکی مدد کیلئے قوم کی ایک انگلی تک نہیں ہلا کرتی جبکہ صدقہ وزکوٰۃ دینے والے کی امداد کیلئے پوری قوم کھڑی ہو جاتی ہے۔

سود خور اس قدر حریص اور لالچی ہو جاتے ہیں کہ ان کو مال کی کثیر تعداد بھی کم نظر آتی ہے لیکن جو لوگ صدقہ وزکوٰۃ دینے کے خوگر ہوتے ہیں وہ اس قدر مستغنی اور قانع ہو جاتے ہیں کہ ان کے لیے تھوڑا مال بھی کافی ہو جاتا ہے سود خور اپنے مال کے اضافہ اور ترقی کی حرص میں اتنا آگے بڑھ جاتا ہے کہ جس تلوار سے دوسروں کو قتل کر کے اس کی دولت پر قبضہ کرتا ہے۔ آخر اسی تلوار سے دوسرا اس کو قتل کر کے اس کے تمام اصل و منافع پر بیک وقت قبضہ کر لیتا ہے لیکن صدقہ وخیرات دینے والا جو دوسروں کی دولت ناجائز طریقے سے نہیں لوٹتا بلکہ خود دوسروں کو اپنے مال سے دیتا ہے اور سلامت روی کے ساتھ اپنے کاروبار کو چلاتا ہے، اسکو کوئی دوسرا بھی نہیں لوٹتا، وہ اپنے سرمایہ اور قلیل منافع کو محفوظ رکھتا ہے۔

پھر استغناء اور قناعت پسندی یا کفایت شعاری، تمام اخلاقی محاسن کا سنگ بنیاد ہے فرمان مصطفیؐ ہے۔

"لیس ا لغنی من کثرۃ العرض و لکن الغنی، غنی النفس"

" تونگری دولت کی کثرت کا نام نہیں، یہ تو دل کی بے نیازی کا نام ہے"۔ ۱۲

حقیقتاً دولت آمدنی کی زیادتی کا نام نہیں بلکہ ضروریات کی کمی کا نام ہے تاہم یہ غیر فانی دولت حرص وطمع سے نہیں بلکہ صبر وقناعت کی بدولت حاصل ہوتی ہے اس بناء پر زکوٰۃ وصدقہ مطہر، مزکّی اور مصلح اخلاق ہے۔

امدادِ باہمی کی عملی تدبیر:

زکوٰۃ وصدقات کے مصارف کا بڑا حصہ غریبوں اور حاجت مندوں کی امداد ہے کہنے کی حد تک تو تمام مذاہب نے اس طبقہ سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے مگر حضرت محمد ﷺ نے اس طبقہ سے عملی ہمدردی کا ثبوت پیش کیا۔ ان کی تکالیف اور مصائب کو کم کرنے کیلئے عملی تدبیر جاری اور نافذ فرمائی، خود اپنی زندگی غریبوں، اور مسکینوں کی صورت سے بسر کی اور دعاء فرمائی۔

"یا الٰہی! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اُٹھا اور مسکینوں کے ہی زمرہ میں میرا حشر کر"۔ ۱۳

آپؐ کی نظر میں کسی انسان کی غربت اور تنگ دستی اسکی ذلت اور رسوائی کے ہم معنی نہ تھی اور نہ دولت و

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

امارت، عزت و وقار کے مترادف تھی بلکہ صرف نیکی اور پرہیز گاری فضیلت اور بزرگی کا اصلی معیار تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

”ان المکثرین ھم المقلون“

”جو دولت مند ہیں وہی غریب ہیں“ ۱۴؎

اس کے دوسرے معنیٰ یہ ہوئے کہ جو غریب ہیں وہی دولت مند ہوں گے۔

فلاسفہ کے نزدیک انسان روح اور مادے کا مرکّب ہے جہاں زکوٰۃ فرد کی روحانی نشو ونما کا باعث بنتی ہے وہاں اپنے ہی معاشرے کے محروم طبقات کی اعانت کی عملی تدبیر بھی ہے۔

اسلام نے ہر مسلمان کو نصیحت کی کہ جس سے جتنا ہو اپنی دولت سے ان کی مدد کرے، یہ اخلاقی خیرات ہے قرآنی اصطلاح میں اسکو ”انفاق“ کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ اخلاقی خیرات ہر شخص کو اس ضروری نیکی پر مجبور نہیں کرسکتی، اس لیے ایک مقدار معین کے مالک پر ایک ایسا قانونی محصول عائد کیا، جس کا سالانہ ادا کرنا اس کا مذہبی فریضہ ہے اور اس رقم کا بڑا حصہ غریبوں اور محتاجوں کی اعانت و امداد کیلئے مخصوص کیا۔ رسول اللہ نے اپنی اس تعلیم کو ایک نا قابل تغیر دستور العمل قرار دیا۔ چنانچہ جب آپؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو اپنا نائب بنا کر یمن بھیجا، تو توحید اور نماز کے بعد جس چیز کا حکم دیا وہ یہی زکوٰۃ ہے فرمایا:

”توخذ من اغنیاء ھم و ترد علی فقراء ھم“

”وہ مال اُن کے دولت مندوں سے لیکر ان کے غریبوں کو لوٹا دیا جائے۔“ ۱۵؎

چنانچہ صحابہؓ نے ان دونوں قسموں کی خیراتوں پر اس شدت سے عمل کیا کہ جو استطاعت نہ بھی رکھتے تھے وہ بھی بازار جا کر مزدوری کرتے تھے تا کہ جو رقم ہاتھ آئے وہ غریب، معذور اور ضرورت مند بھائیوں کی اخلاقی اعانت میں خرچ کر دیں۔

پھر ان غرباء و فقراء کی دل جوئی اس حد تک فرمائی کہ ”اگر کسی اور کے پاس کچھ اور نہ ہو تو لطف و مہربانی سے بات ہی کرنا اس کا صدقہ ہے۔ ۱۶؎

پھر فرمایا جو تمہارے سامنے ہاتھ پھیلائے اس کو سختی سے واپس نہ کیا کرو، خدا نے تعلیم دی ہے:

”فاما الیتم فلا تقھر O و امّا السائل فلاتنھر O“

”تو یتیم کو دبایا نہ کر اور نہ مانگنے والے کو جھڑک“ ۱۷؎

اس کے ساتھ ساتھ یہ تعلیم بھی دی کہ تم اگر کسی حاجت مند کی مدد کرو تو اس پر احسان مت دھرا کرو، کہ وہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شرمندہ رہ جائے بلکہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو یہ نعمت دی، اسکی توفیق دی، احسان دھرنے سے وہ نیکی کا پیالہ حباب کی طرح ٹوٹ کر بیٹھ جائیگا فرمایا:

''لا تبطلوا صدقا تکم بالمّن والاذیٰ''

''تم اپنی خیرات کو احسان دھر کر یا طعنہ دے کر برباد نہ کرو''۔۱۸

دولت مندی کی بیماریوں کا علاج:

نفس دولت خیر و شر نہیں ہے بلکہ اس کا درست و نادرست طریقہ حصول اور جائز و ناجائز مصرف خیر و شر ہے اگر درست طریقہ سے وہ حاصل کی جائے، اور صحیح طریقہ سے خرچ کی جائے تو وہ نیکیوں اور بھلائیوں کا بہترین ذریعہ ہے ہاں! اگر اس کے حصول وصرف کا طریقہ صحیح نہیں تو وہ بری ہے شر انگیز ہے۔

اخلاقی محاسن ومصائب امیر وغریب دونوں کے لیے یکساں ہیں ایک سخی وفیاض ومتواضع امیر، اور ایک قناعت پسند اور صابر و شاکر غریب اسلام کی نظر میں فضیلت کے ایک ہی درجہ پر ہیں۔

اسی طرح ایک متکبر بخیل، اور خوشامدی ولالچی فقیر پستی کی ایک سطح پر ہیں، اس لیے ضرورت تھی کہ دولت کی اجازت کے ساتھ ساتھ ایک طرف امراء اور دولت مندوں کے اخلاق کی اصلاح کی جائے اور دوسری طرف غریبوں اور فقیروں کی امداد اور دستگیری کے ساتھ اُن کے اخلاق وعادات کو بھی درست کیا جائے۔

اسلام میں زکوٰۃ اسی دوطرفہ اصلاح کا نام ہے۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں حضور اکرمؐ کی تعلیم نے سب سے پہلے حصول دولت کے ناجائز طریقوں، دھوکا، فریب، خیانت، لوٹ مار، جوا، سود وغیرہ کی سخت ممانعت کی، اور سرمایہ داری کے اصول کی حمایت نہیں کی، اور اس کے سب سے آسان ترین ذریعہ اور غریبوں کو لوٹنے کے سب سے عام طریقہ، سود'' کو حرام مطلق'' اور اللہ اور رسول ﷺ سے لڑائی کے ہم معنی فرمایا، جو زمین یونہی بے آباد پڑی ہوئی ہے اس کو جو بھی اپنی کوشش سے آباد وسیراب کرے، اسی کی ملکیت قرار دی۔ چنانچہ فرمایا: زمین خدا کی ہے اور سب بندے خدا کے بندے ہیں جو کسی مردہ زمین کو زندہ کرے گا وہ اسی کی ہے ۱۹

میّت کی متروکہ جائیداد کا مالک کسی ایک کو نہیں بلکہ بقدر استحقاق تمام عزیزوں کو اس کا حصہ دار بنا دیا، ممالک مفتوحہ کو امیر اسلام کی شخصی ملکیت نہیں بلکہ پوری جماعت کی ملکیت قرار دیا۔۲۰

فطرت کی ان بخششوں کو جو انسانی محنت کی ممنون نہیں، جیسے پانی، تالاب، گھاس، چراگاہ، نمک کی کان، معدنیات وغیرہ کو اجتماعی تصرف میں دیا اور بن لڑائی کے دشمنوں سے حاصل کی ہوئی زمینوں کو امراء اور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دولت مندوں کے بجائے خالص غریبوں اور بے کسوں کا حق قرار دیا اور اسکی وجہ بھی ظاہر کر دی۔

"ما آفاء الله علی رسوله من اهل القری فلله و للرسول و لذی القربیٰ والیتمی والمسکین وابن السبیل کی لایکون دولة بین الا غنیاء منکم"

:"بستیوں والوں کی ملکیت سے اللہ جو اپنے رسول کو ہاتھ لگا دے وہ خدا اور رسول اور رشتہ داروں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں کا حق ہے تاکہ وہ الٹ پھیر تم میں سے دولت مندوں ہی کے لینے دینے میں نہ رہ جائے"۔ ۲۱

اس کے بعد دولت مندی کی سب سے بڑی بیماری "بخل" کو دنیا میں انسانیت کا بدترین مظہر اور آخرت میں بڑی سزا کا مستوجب قرار دیا، اور جو اس گناہ سے پاک ہو اس کو کامیابی کی بشارت دی فرمایا:

"ومن یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون"

"اور جو اپنے جی کی لالچ سے بچایا گیا وہی لوگ ہیں مراد پانے والے"۔ ۲۲

بخیل دوسروں سے بخل نہیں کرتا بلکہ درحقیقت وہ خود اپنے ساتھ بخل کرتا ہے وہ اسکی بدولت اس دنیا میں اپنے آپ کو ہر دل عزیزی اور نیک نامی بلکہ جائز آرام وراحت تک سے اور آخرت میں ثواب کی نعمت سے محروم رکھتا ہے فرمایا:

"ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه واللّٰه الغنی وانتم الفقراء"

"اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے اللہ تو غنی ہے اور تم ہی محتاج ہو"۔ ۲۳

ملکیت حقیقی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے:

اس آیت میں درپردہ یہ بھی واضح کر دیا کہ جس دولت کو تم اپنی سمجھتے ہو وہ درحقیقت تمہاری نہیں ہے اصل مالک خدا ہے تم خود اسکے محتاج ہو، پھر جو شخص مال کا اصلی مالک نہ بلکہ محض امین ہو، وہ اصلی مالک کے حکم کے مطابق اس کو صرف نہ کرے اور یہ سمجھے کہ خود اسکی ملکیت ہے اور اسکو اپنی ملکیت میں کسی کو کچھ دینے نہ دینے کا اختیار ہے خائن اور بے ایمان نہ کہا جائے گا؟

درحقیقت یہی تصور کہ یہ مال میرا ہے اور میری شخصیت اور میری انانیت کی طرف اسکی نسبت ہے دنیا کی تمام برائیوں کی جڑ ہے پھر دولت کے ان مجازی مالکوں اور امینوں کو یہ بتایا گیا کہ خدا کی عدالت میں ان کو اپنی دولت کے ایک ایک ذرہ کا حساب دینا پڑے گا: فرمایا

"ثم لتسئلنّ یومئذٍ عن النّعیم"

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''پھر اس دن تم سے تمہاری نعمت کا حساب پوچھا جائے گا''۔۲۴

لہٰذا ان کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اپنی دولت کو کہاں اور کس طرح صرف کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جو اپنے روپے پیسے کی تھلیوں کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں تنبیہ کی، فرمایا:

''ویلٌ لکلّ همزة لّمزة Oالّذی جمع مالاً وعدده O یحسب انّ مالهٗ أخلده O کلا...''

''برائی ہو اسکی جو طعنہ دیتا اور عیب چنتا ہو، جو مال کو سینت کر رکھتا ہو اور اس کو گن گن کر وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسکے ساتھ سدا رہے گا، ہرگز نہیں''۔۲۵

ارشاد نبویؐ ہے:

رشک کرنا صرف دو آدمیوں پر جائز ہے ایک تو اس پر جس کو خدا نے علم دیا ہے اور وہ اس کے مطابق شب و روز اس پر عمل کرتا ہے اور دوسرے اس پر جس کو خدا نے دولت دی اور وہ اس کو دن رات خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔۲۶

اور جو لوگ سونے چاندی کو زمین میں گاڑ کر رکھتے ہیں اور کار خیر میں خرچ نہ کرتے ہوں ان کو خطاب کیا۔

''والذین یکنزون الذّهب والفضة ولا ینفقو نها فی سبیل الله فبشر هم بعذاب الیم''

''وہ لوگ جو سونا اور چاندی گاڑ کر رکھتے ہیں اور اسکو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو''۔۲۷

طبقاتی کشمکش اور معاشرتی توازن:

دولت کی مساویانہ تقسیم یا معاشی مساوات اسلام کا ہدف نہیں ہے اور نہ ہی فی الواقع یہ ممکن ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

''نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیٰوة الدنیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات لیتخذ بعضهم بعضا سخریاً''

''ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے اسباب معاش ان کے درمیان تقسیم کر دیے ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت دے دی ہے کہ ان میں ایک دوسرے کو اپنا تابعدار (خادم) بنا لیتا ہے''۔۲۸

دنیا کا نظم و نسق قائم رکھنے کیلئے اور توازن قائم رکھنے کیلئے یہ اونچ نیچ بالکل ضروری، فطری اور لابدی چیز

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہے آسمان کا بلند ہونا اور زمین کا نیچے ہونا تناسب اور توازن کیلئے ضروری ہے تاہم یہ اونچ نیچ مقرر کر کے خدائے حکیم نے ان دونوں فریقوں کو ان کے حال پر نہیں چھوڑ دیا، بلکہ جہاں ایک طرف ہزاروں تکوینی مصلحتوں کے تحت یہ اونچ نیچ رکھی گئی ہے وہیں خدائے قیوم نے تشریعی طور پر یہ حکم دیا:

وفی اموالھم حق معلومO للسائل والمحرومO

''ان کے مالوں میں حصہ مقرر ہے مانگنے والوں اور (وسائل معاش سے) محروم لوگوں کے لیے'' ۲۹

نبی کریم ﷺ نے یہ اصول مقرر کیا کہ ذاتی و شخصی ملکیت کے ساتھ (جس کی انسانی فطرت متقاضی ہے) دولت و سرمایہ کو چند اشخاص کے ہاتھوں میں جانے سے روکا، سود کو حرام قرار دیا، متروکہ جائیداد کو صرف ایک ہی شخص کی ملکیت قرار نہیں دیا، نفع عام کی چیزیں اشخاص کی بجائے عوام اور معاشرہ کی ملک قرار دیں۔ قیصریت اور شہنشاہیت کی بجائے جماعت کی حکومت قائم کی، زمینداری کا پرانا اصول جس میں کاشتکار غلام کی حیثیت رکھتا تھا، بدل دیا، اور اسکی حیثیت اجیر اور مزدور کی رکھی۔

انسانی فطرت کے خلاف یہ نہیں کیا کہ سرمایہ کو لے کر تمام انسانوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے تا کہ دنیا میں کوئی ننگا اور بھوکا باقی نہ رہے، بلکہ یہ کیا کہ ہر سرمایہ دار پر جس کے پاس مصارف کے بعد مقررہ رقم باقی بچ جائے اس کے غریب بھائیوں کی امداد کے لیے ایک سالانہ رقم قانونی طور سے مقرر کر دی تا کہ وہ اس کے ادا کرنے پر مجبور ہو اور جماعت کا فرض قرار دیا کہ وہ اس رقم سے قابل اعانت لوگوں کی دستگیری کرے، یہی وہ راز ہے جس کی بناء پر اسلام کے تمدن کا دور اس قسم کی اقتصادی مصیبتوں سے محفوظ رہا۔

خلافت راشدہ کے عہد میں حضرت عثمانؓ کی حکومت کا دور وہ زمانہ تھا جب عرب میں دولت افراط کی حد تک پہنچ گئی تھی حضرت ابوذر غفاریؓ نے شام میں قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق کہ ''جو لوگ سونا چاندی گاڑ کر (جمع کر کے) رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے'' یہ فتویٰ دیا کہ دولت کا جمع کرنا حرام ہے ۳۰ اور ہر شخص کے پاس جو کچھ اس کی ضرورت سے زائد ہے وہ خدا کی راہ میں دے دے تو شام کے دولت مند صحابہؓ نے انکی مخالفت کی۔ اور فرمایا کہ ہم خدا کی راہ میں دے کر بچاتے ہیں۔ تو حضرت ابوذرؓ کی یہ آواز عام پسند نہ ہو سکی اور نہ عوام میں کوئی فتنہ پیدا کر سکی کیونکہ زکوٰۃ کا قانون پورے نظام کے ساتھ جاری تھا۔ اور عرب کے آرام و آسائش کا یہ حال تھا کہ ایک زمانہ میں کوئی خیرات کا قبول کرنے والا باقی نہیں رہا۔ ۳۱

تجارتی و اقتصادی فوائد:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

زکوٰۃ میں ان روحانی واخلاقی فوائد کے ساتھ اقتصادی حیثیت سے دنیاوی فائدے بھی ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ زکوٰۃ ان ہی اشیاء میں واجب ہوتی ہے جن میں دو صفات پائی جاتیں ہیں۔

۱۔ بقاء　　　　۲۔ نمو

بقاء سے مراد کہ وہ ایک مدت تک اپنی حالت پر باقی رہ سکیں، کیونکہ جو چیز ایسی نہ ہوگی اسکی تجارت میں نہ چنداں فائدہ ہے اور نہ دوسروں کے استعمال کیلئے دیر تک ذخیرہ بن سکتی ہے اسی بناء پر سبزیوں اور ترکاریوں پر زکوٰۃ نہیں ہے اور نمو سے یہ مقصد ہے کہ ان میں یا تو پیداوار یا تناسل یا مبادلہ کی بناء پر افزائش کی صلاحیت ہو۔ اسی لیے جواہرات اور دیگر قیمتی معدنی پتھروں میں یا غیر مزروعہ زمین اور مکان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

ان دونوں نکتوں سے یہ بات حل ہوتی ہے کہ شریعت نے زکوٰۃ کے فرض کرنے میں یہ مقصد پیش نظر رکھا ہے کہ لوگ اپنے سرمایہ کو بیکار نہ رکھیں بلکہ محنت، کوشش اور جدوجہد سے سرمایہ کو ترقی دیں، ورنہ اصل سرمایہ میں سال بسال کمی ہوتی جائیگی جس کو فطرتاً کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔

اسی طرح زکوٰۃ کا ایک بالواسطہ مقصد یہ بھی ہے کہ تجارت وزراعت کو جو دولت کا اصل سرچشمہ ہیں، ترقی دی جائے، کیونکہ جب ہر شخص کو لازمی طور پر سال میں خاص رقم ادا کرنی پڑے گی تو وہ کوشش کرے گا کہ جہاں تک ہوسکے یہ رقم منافع سے ادا کرے اور اصل سرمایہ محفوظ رکھے اس بناء پر اسلام نے زکوٰۃ کو ان ہی چیزوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے جن میں نمو اور اضافہ کی قابلیت ہو۔ اور اسی بناء پر زکوٰۃ کو ادا کرنے کیلئے ایک سال کی وسیع مدت مقرر کی، تاکہ ہر شخص اپنے مال وجائیداد سے کامل طور پر فائدہ اٹھا سکے۔

صحابہ کرامؓ اس نکتہ کو سمجھ کر ہمیشہ تجارت اور کاروبار میں مصروف رہتے تھے حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان لوگوں کو جو یتیموں کے سرمایہ کے متولی تھے، ہدایت کی کہ وہ ان کو تجارت میں لگائیں تاکہ ان کے بالغ ہونے تک ان کا اصل سرمایہ زکوٰۃ میں سب صرف نہ ہوجائے۔

بعض معیشت دان تجارتی اور تمدنی تنزل کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہاں مال کا اکثر حصہ بیکار زمین میں مدفون رکھا جاتا ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان وحی نے آج سے چودہ سو سال قبل زکوٰۃ کو فرض کرکے یہ نکتہ بتادیا تھا۔

سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

”والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشر ھم بعذاب

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

الیم۔"

"اور جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی بشارت دو۔"۳۲؎

یہ دردناک عذاب قیامت میں تو جو ہوگا سو ہوگا۔ اس دنیا میں بھی ان کے لیے اقتصادی دردناک عذاب یہ ہے کہ وہ اس مدفون سرمایہ کو دبا کر ملک کی دولت کو تباہ کرتے ہیں اور اس دولت کی افزائش اور ترقی کا کام لینے کی بجائے اسکو بیکار اور معدوم کر کے ملک کو فقر و محتاجی کے عذاب الیم میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور بالآخر خود بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لیے امراء کی اخلاقی اصلاح اور مالی ترقی اسی میں ہے کہ وہ اپنی دولت کو مناسب طور سے صرف کریں استعمال میں لائیں۔

فقراء کی اصلاح:

غریب و امیر اور مسکین و دولت مند دونوں اسلام کی نگاہ میں یکساں ہیں۔ اس لیے حضور اکرمؐ نے کسی ایک طبقہ کی اصلاح کا فریضہ سرانجام نہیں دیا۔ بلکہ دونوں طبقوں کو ترازو کے دونوں پلڑوں میں رکھ کر برابر باٹ سے ناپا ہے اور اپنی تعلیمات اور اصلاحات میں سے دونوں کو مساوی حصہ دیا ہے۔ بقول اقبال:

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

اگر غریبوں کی اصلاح کی خاطر صدقہ اور خیرات اور دوسروں کی اعانت و ہمدردی کے تمام دروازے بند کر دیے جائیں تو انسانی جوہر شرافت کی بربادی کے ساتھ امراء کا طبقہ اپنے مصائب کی فراوانی اور کثرت سے ہلاک اور اخلاقی محاسن سے تمام تر تہی مایہ ہو جائے گا، اور فقراء کو ہر قسم کی گداگری اور دریوزہ گری کی اجازت دے دی جائے، تو انسان کی وسیع آبادی کی اخلاقی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی۔

اسی لیے داعی اسلام ﷺ نے انسانوں کے دونوں طبقوں کے سامنے خدا کی بتائی ہوئی وہ تعلیم پیش کی، جس سے دونوں طبقوں کو اپنی جگہ پر اخلاقی معیار کی ترقی کا موقع مل گیا اور دونوں کو اپنی شرافت کے جوہر کو پیش کر کے اپنے نقائص اور کمزوریوں کو دور کرنے کی صورت ہاتھ آئی ایک طرف تو اسلام نے امراء اور دولت مندوں کے طبقہ کو خطاب کر کے کہا:

"واّمّا السائل فلا تنہر"

"اور مانگنے والے کو مت جھڑکیے"۳۳؎

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دوسری طرف خوددار اور بے نیاز فقراء اور غریبوں کے طبقہ کی مدح فرمائی فرمایا:

یحسبھم الجاھل اغنیآء من التعفّف تعرفھم بسیمٰھم لایسئلون النّاس الحافاًO

''ناواقف ان کی خودداری اور سوال کی ذلت سے بچنے کے سبب سے ان کو دولت مند سمجھتا ہے تو ان کو ان کی پیشانی سے پہچانتا ہے وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔''۳۴

تاہم بھیک مانگنے کو خلاف تقویٰ قرار دیا، جو لوگ بھیک مانگ کر حج کرتے تھے ان کو خطاب کر کے فرمایا:

''و تزوّدوا فان خیر الزاد التقوی''

''اور زادِ راہ لے کر چلو کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ (بھیک نہ مانگنا) ہے۔''۳۵

ایک طرف دولت مندوں کو ہدایت کی کہ تمہارا احسن اخلاق یہ ہے کہ جو تمہارے سامنے ہاتھ پھیلائے، اس کو خالی مت لوٹاؤ ''اتقوا النار ولو بشق تمرۃ'' اگرچہ چھوہارے کی ایک پھانک ہی کیوں نہ ہو۳۶

صدقہ وخیرات درحقیقت وہ پانی ہے جو دینے والے کے قلوب ونفوس کی تمام میل اور گندہ پن کو چھانٹ کر ان کو پاک وصاف بنا دیتا ہے لیکن وہ خود جب اس میل اور گندہ پن کو لے کر باہر نکلتا ہے تو حرص و طمع کے پیاسے اس کو چلو میں لے کر پینے لگتے ہیں اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''ان ھذہ الصدقات انما ھی اوساخ الناس''

''یہ صدقہ لوگوں کا میل ہے''۳۷

اگر آج اُن فقیروں اور گداگروں کی صورتوں اور سیرتوں پر نظر ڈالیں جو استحقاق کے بغیر اس مال سے فائدہ اُٹھاتے ہیں تو معلوم ہوگا کہ محمد مصطفیٰؐ نے اس کو لوگوں کے دلوں کا میل کہہ کر کتنی بڑی حقیقت کو اشکارہ کیا ہے۔

حرص، طمع، لالچ فریب، بے حیائی، بے غیرتی اور وہ تمام باتیں جو ان کے لازمی اخلاقی نتائج ہیں، ان میں کونسی چیز ہے جو غیر مستحق ابناء السبیل، فقراء اور مہذب گداگروں کی امتیازی شان بن گئی ہے اور درحقیقت یہی وہ میل ہے جو زکوٰۃ دینے والوں کے دامن سے چھوٹ کر فقراء اور گداگروں کے دامن دل کو نجس بنا دیتا ہے۔

تاہم اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ بسا اوقات قدرتی طور پر ایسی مجبوریاں پیش آجاتی ہیں جب نفیس الطبع سے نفیس الطبع انسان کو اپنی جان بچانے کیلئے گندہ سے گندہ اور میلا سے میلا پانی کے پی لینے پر مجبور ہونا پڑتا ہے اور اس وقت اسکی اجازت کی ضرورت پیش آتی ہے کہ ایسے مجبور اشخاص کو شخصی طور سے صدقہ وخیرات قبول کرنے کی اجازت دی جائے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شریعت محمدیہ نے اسی اصول پر اسی حیثیت سے لوگوں کو اس کے قبول کرنے کی اجازت دی ہے اور مجبورانہ قبول سے اس گروہ کے اخلاق وعادات پر جو بُرے اثرات پڑ سکتے ہیں، ان کے انسداد یا ان کو کم سے کم مضر بنانے کے لیے مفید تدابیر اختیار کی ہیں۔

۱۔ صدقات کے متعلق اسلام کی پہلی تعلیم یہ ہے صدقہ اور زکوٰۃ کو لوجہ اللہ ادا کیا جائے۔

ارشاد باری ہے:

''انما نطعمکم لوجه اللّٰه لا نرید منکم جزآء ولا شکوراO''

''ہم تم کو خدا (کی رضاء) کیلئے کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے کوئی بدلہ اور شکریہ نہیں چاہتے۔''۳۸

یعنی لینے والے پر نہ کسی قسم کے احسان کا بار رکھا جائے نہ ممنون کرم بنایا جائے نہ مجمع عام میں اسکو ذلیل ورسواء کرنے کیلئے دیا جائے، کیونکہ اس سے ایک طرف اگر دینے والی کی اخلاقی پستی اور دنائت ظاہر ہوتی ہے تو دوسری طرف خود لینے والے کی خودداری اور اخلاقی غیرت کو صدمہ پہنچتا ہے اور بجائے محبت کے نفرت پروان چڑھتی ہے۔

پھر یہ بھی خبردار کیا کہ تمہارے احسان دھرنے، طعنہ دینے یا لینے والے کو ذلیل ورسوا کرنے سے تمہارے اس عظیم الشان کارنامہ کی حقیقت باطل ہو جائیگی اور ثواب نامہ اعمال سے مٹ جائے گا۔ فرمایا:

''الذین ینفقون اموالهم فی سبیل اللّٰه ثم لا یتبعون ما أنفقوا مناً ولا اذیً لهم اجر هم عند ربهم ولا خوف علیهم ولاهم یحزنونOقول معروف و مغفرة خیر من صدقة یتبعها أذیً واللّٰه غنی حلیم O''

''جو لوگ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور اسکے بعد نہ احسان جتاتے ہیں نہ طعنہ دیتے ہیں اُن کا اجر اُن کے خدا کے پاس امانت ہے اور نہ اُن کو قیامت میں کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے، کچھ نرمی کی بات کہہ کر اور چشم پوشی کر کے سائل کو ٹال دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جسکے بعد طعنہ دیا جائے یا احسان جتلایا جائے کہ خدا تمہاری ایسی خیرات سے بے نیاز ہے اور تمہارے ایسے کاموں پر بردباری سے درگزر کرنے والا ہے۔''۳۹

۲۔ دوسری تعلیم اسلام نے یہ دی کہ زکوۃ دینے والے خود کسی کو نہ دیں بلکہ وہ اس کو بیت المال میں جمع کریں اور امیر یا حاکم حسب ضرورت مستحقین کو بانٹ دے، تاکہ لینے والا ممنون احسان بن کر اپنی ذلت محسوس نہ کرے اور دینے والے کو ذاتی طور پر کسی پر منّت رکھنے کا موقع نہ ملے اور پوری قوم کا اخلاقی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

معیار بلندی پر قائم رہے۔

۳۔　تیسری تعلیم یہ ہے کہ صدقہ چھپا کر دیا جائے کیونکہ اعلانیہ دینے میں بھی سائل بے حیائی اور بے غیرتی کا عادی ہو جاتا ہے اس لیے کہ جب کسی کے فقر و فاقہ کی داستان عام ہو جاتی ہے تو پھر اسے اپنے فعل پر غیرت اور شرم نہیں آتی۔ارشاد نبوی ہے:

''بہتر صدقہ وہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے دو تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو''۔[۴۰]

البتہ بعض مواقع ایسے بھی ہیں جہاں صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ ظاہری طور پر دینے کی ضرورت پیش آتی ہے مقصود دوسروں کو ترغیب یا تشویق دلانا ہوتا ہے نیت خالص ہوتی ہے یا سائل خود پیش دستی کر کے مجمع میں سوال کر بیٹھے یا کوئی اور نیک غرض شامل ہو تو قرآن حکیم میں ہدایت الٰہی ہے۔

''ان تبدو الصّدقات فنعّما ھی و ان تخفوھا و تو توھا الفقرآء فھو خیر لکم''O

''اگر تم صدقہ کھلم کھلا دو تو یہ بھی اچھا ہے لیکن اگر تم اسکو چھپا کر فقراء کو دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے''۔[۴۱]

مفہوم یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ و خیرات بیت المال میں جمع کراؤ تو اعلان بغرض تشویق و ترغیب بہتر ہے تاہم جب زکوۃ یا دیگر عطیات بذات خود کسی فقیر،مسکین کو دو تو پھر اخفا کا طریقہ ہی اولیٰ ہے۔

۴۔　تمام اخلاقی اور تمدنی ترقی کا دارومدار صرف بلند ہمتی اور عالی خیال پر ہے بلند ہمتی کا مقتضاء یہ ہے کہ مسلمان کی نگاہ بلند سے بلند نقطہ پر بھی پہنچ کر نہ ٹھہرے،اور اس کو دنیا کی تمام چیزیں ہیچ نظر آئیں۔

اس بناء پر اسلام نے یہ اصول قرار دیا کہ زکوٰۃ و صدقہ میں مال کا عمدہ اور بہتر حصہ دیا جائے تا کہ متبذل اور ادنیٰ درجہ کی چیزوں کے دینے اور لینے سے دینے والے اور لینے والے کے اندر پستی اور دنائت پیدا نہ ہو۔ چنانچہ ''اصحاب صفہ'' جن کو کسب معاش کا موقعہ نہیں ملتا تھا۔تعلیم و تعلم اور خدمت دین میں مصروف رہنا انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہوا تھا۔ان کے لیے لوگ کھجوروں کے بدمزہ خوشے لا کر مسجدوں میں لٹکا دیا کرتے تھے اور جب وہ گروہ (اصحاب صفہ) بھوک کی شدت سے بیتاب ہو جاتا تو مجبوراً اُن میں سے دو چار کھجوریں توڑ کر کھا لیتا تھا۔چونکہ یہ نہایت ذلیل حرکت تھی اس بناء پر یہ آیت نازل ہوئی۔

''یاایھاالذین آمنوا انفقوا من طیبٰت ماکسبتم و مما اخر جنا لکم من الارض ولا تیـمـموا الخبیث منه تنفقون ولستم بآخذ یه الا أن تغمضوا فیه و اعلموا أنّ اللّٰه غنی حمید''O

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''مسلمانو! اپنی کمائی سے اور اس چیز سے جو تمہارے لے ہم نے زمین سے نکالی ہے بہتر حصہ خیرات کرو اور ان میں سے ردی مال کی خیرات کا قصد نہ کرو۔ حالانکہ اگر وہی تم کو دیا جائے تو خود تم نہ لو گے لیکن یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور یقین کرو کہ خدا تمہاری اس قسم کی خیرات سے بے نیاز ہے اور وہ خوبیوں والا ہے'' (خوبیوں والی چیز ہی پسند کرتا ہے)۴۲؎

۵۔ فقراء و مساکین کی دنائت اور حرص و طمع کے زائل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اُن ہی لوگوں کو زکوٰۃ اور صدقہ کا حقیقی مستحق قرار دیا جائے جو باوجود تنگی اور بے بضاعتی کے خودداری اور قناعت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے کیونکہ جب قوم کی توجہ اس قسم کے اشخاص کی طرف مبذول ہوگی تو ہر شخص خود بخود ان کی خودداری اور قانع اخلاق کی تقلید پر مجبور ہوگا، اصحاب صفہ کی قناعت اور خودداری کا یہ حال تھا کہ پریشان کن صورت حال کے علاوہ کوئی چیز ان کے فقر و فاقہ کا راز فاش نہیں کر سکتی تھی، اسی بناء پر اسلام نے ان کو زکوٰۃ کا بہترین مستحق ٹھہرایا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

''للفقراء الذین أحصروا فی سبیل الله لا یستطیعون ضرباً فی الارض یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم بسیمٰهم لا یسئلون الناس الحافاً''O

''صدقہ ان فقراء کیلئے ہے جو خدا کی راہ میں گھرے ہوئے ہیں (بغرض معاش و تجارت، سفر کی قدرت نہیں رکھتے)۔ جو لوگ ان سے ناواقف ہیں خودداری اور عدم سوال کی وجہ سے ان کو مالدار سمجھتے ہیں تم صرف ان کی پیشانی سے ان کو پہچانتے ہو وہ لوگوں سے گڑگڑا کر کچھ نہیں مانگتے۔''۴۳؎

آج مسلمانوں نے اس اصول کو چھوڑ دیا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ سینکڑوں شریف آدمی در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور قوم اور خاندان کا نام بیچتے ہیں۔

۶۔ گداگری درحقیقت ایک نہایت متبذّل شیوہ ہے اس بناء پر اسلام نے سخت مجبوری کی حالت میں اسکی اجازت دی ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے بعض حضرات سے اس کی بیعت بھی لی کہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے۔ تو انہوں نے بیعت کی اس شدّت سے پابندی کی کہ راستہ میں اگر ان سے کسی کا کوڑا گر جاتا تو وہ بھی کسی سے نہیں کہتے تھے کہ اٹھا دو۔۴۴؎

ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا جو شخص مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ کسی سے نہیں مانگے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت کرتا ہوں۔ آپؐ کے آزاد کردہ غلام ثوبان بولے میں یہ ضمانت کرتا ہوں چنانچہ اس کے بعد وہ کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے۔۴۵؎

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حکیم بن حزامؓ ایک صحابی رسولؐ تھے انہوں نے ایک دو دفعہ رسول اللہؐ سے سوال کیا آپؐ نے عنایت فرما دیا پھر تیسری مرتبہ جب یہ صورت پیش آئی تو فرمایا اے حکیم! یہ مال بظاہر نہایت شیریں اور خوش رنگ چیز ہے جو اس کو شرافت کے ساتھ لے گا اس کو اس میں برکت دی جائیگی اور جو لالچ کے ساتھ لے گا اس کو برکت نہ ملے گی۔ اور اسکی حالت ایسی ہوگی جیسے کوئی کھاتا چلا جائے اور اس کا پیٹ نہ بھرے اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے کہا یا رسول اللہ آج کے بعد کسی سے کچھ نہ مانگوں گا، اس کے بعد ان کا یہ حال تھا کہ خلافت راشدہ کے زمانہ میں خلفاء ان کو اپنا وظیفہ لینے کے لیے بلاتے تھے اور وہ انکار کرتے رہے آخر عمر تک اس انکار پر قائم رہے۔ ۴۶؎

آپؐ نے صاحب وسعت اور صحیح وسالم لوگوں کیلئے بھیک مانگنے کی سخت ممانعت کردی فرمایا:

"لا یحل الصدقة لغنی و لا لذی مرة سوی "

"غیر محتاج اور صحیح وسالم آدمی کے لیے صدقہ حلال نہیں۔" ۴۷؎

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"والذی نفسی بیده لأن یأخذاحدکم حبله فیحتطب علی ظهره خیر له من ان یاتی رجلا فیسائله اعطاه او منعه"

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کسی کا رسی لے کر اپنی پیٹھ پر لکڑی کا بوجھ اٹھانا اس سے بہتر ہے کہ وہ دوسرے سے بھیک مانگے وہ اسے دے یا نہ دے" ۴۸؎

آنحضرتؐ نے اس پر بھی عمل فرمایا۔ ایک دست نگر صحابی نے خیرات مانگی، آپؐ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے عرض کی! ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ ہے آپؐ نے ان کو منگوا کر نیلام کیا اور ان کی قیمت سے ایک کلہاڑی خرید دی اور فرمایا کہ "جنگل سے لکڑی کاٹ لاؤ، اور فروخت کرو" انہوں نے اس پر عمل کیا تو خدا نے ان کو یہ برکت دی کہ وہ گداگری کی ذلت سے ہمیشہ کیلئے بچ گئے۔ ۴۹؎

۷۔ رہا ان لوگوں کا معاملہ جو بدقسمتی سے کسب معاش نہیں کر سکتے، ان کو بھی الحاح، کثرت سوال بخالت اور گڑگڑا کر زبردستی سے مانگنے کی نہایت سختی کے ساتھ ممانعت کی۔ آپؐ نے فرمایا:

"لیس المسکین الذی ترده الا کلة و الا کلتان ولکن المسکین الذی لیس له غنی ویستحیی ولا یسئال الناس الحافاً"

"مسکین وہ نہیں جس کو لقمہ، دو لقمے دروازوں سے واپس لوٹا دیتے ہیں مسکین تو وہ ہے جو گو بے نیاز

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نہیں ہے لیکن حیا کرتا ہے اور لوگوں سے گڑ گڑا کر نہیں مانگتا''۔ ۵۰

تاہم یہ بھی متنبہ کر دیا کہ سخت مجبوری کی حالت کے علاوہ گداگری اور بھیک ہر حال میں انسان کی شرم و حیاء اور غیرت وآبرو کو برباد کر دیتی ہے۔ فرمایا:

''مازال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیامة لیس فی وجهه مضغة لحم''

''آدمی ہمیشہ مانگتا پھرتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔''۵۱

یہ اسکی سزا ہوگی کہ اس نے دنیا میں گداگری کر کے بھیک مانگ کر اپنے چہرہ سے عزت وآبرو کی رونق خود دھودی تھی۔

ان ضروری اصلاحات کے ساتھ اسلام نے زکوٰۃ کے نظام کو قائم کیا اور ان تمام برائیوں اور اخلاقی بیماریوں کی جڑ کاٹ دی جو اس مفت خوری سے انسانوں میں پیدا ہو سکتی تھیں۔

اور ساتھ ہی انسانی برادری کے دونوں طبقوں کو ترازو کے پلڑے میں برابر رکھ کر ان کو باہمی معاونت، باہمی مشارکت، باہمی ہمدردی اور امداد کا سبق سکھایا اور اس طرح پوری جماعت انسانی کو باہم جوڑ کر ایک کر دیا، پست و بلند کے تفرقے ممکن حد تک ختم کر دیے اور اس اقتصادی بربادی سے اجتماعی زندگی اور سماج کو محفوظ رکھنے کا طریقہ بتا دیا جو اکثر اپنی بھیانک شکلوں سے اس کو ڈرایا کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ دولت مند صحابہؓ میں یہ فیاضی آگئی کہ وہ دین وملت کی خدمت کیلئے اپنی ساری دولت لٹا کر بھی سیر نہیں ہوتے تھے۔

اور غریب صحابہ کرامؓ میں یہ قناعت اور خودداری پیدا ہوگئی کہ وہ کسی سے کسی کام کا سوال کرنا بھی عیب سمجھتے تھے۔

دولت مند اپنی زکوٰۃ خود لیکر بیت المال کے دروازوں پر آتے تھے اور غریب اپنے افلاس اور حاجت کو خدا کے سوا دوسروں کے سامنے پیش کرنا توکلّ کے منافی سمجھتے تھے۔

پھر حضور اکرمؐ کے دور کے بعد جب فراغت آئی تو عوامی بیت المال میں اتنا سرمایہ رہتا تھا کہ زکوٰۃ کے کسی واضح مصرف کے لیے کمی محسوس نہیں ہوتی تھی ضرورت مندوں کو اسی رقم سے قرض بھی دیا جاتا تھا۔ ۵۲

اس طرح یہ ایک ایسا مالی واقتصادی نظام سامنے آگیا تھا کہ بلا نفع قرض دینے میں افراد کو جو تامل ہوتا تھا وہ اس جماعتی نظام کے ماتحت آسان تھا اور سود کی لعنت کے بغیر تعاون کا راستہ کھلا ہوا تھا۔ زکوٰۃ وخیرات

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے اس نظام نے عالم اسلام کو محبت کی ایک لڑی میں پرو دیا تھا اور فلاحی ریاست کی عملی تصویر دنیا کے سامنے رکھ دی تھی۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ ابن ابی شیبہ، جلد۳، ص۲۵۳

۲۔ مسند احمد: جلد۵، ص۳۶۵، ترمذی، حدیث: ۲۵۰۷

۳۔ توبۃ: ۶۰ ۴۔ بقرۃ: ۲۷۳

۵۔ بقرۃ: ۱۷۷ ۶۔ فتح الباری: جلد۲، ص۶۳۳

۷۔ الاعلیٰ: ۱۴،۱۳ ۸۔ الشمس: ۱۰،۹

۹۔ الجمعۃ: ۲ ۱۰۔ توبۃ: ۱۰۳

۱۱۔ بقرۃ: ۲۷۶

۱۲۔ متفق علیہ: بحوالہ ریاض الصالحین، حدیث: ۵۲۴، ص۱۰۴

۱۳۔ ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ، باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبیؐ ص۲۴

۱۴۔ بخاری، بحوالہ ریاض الصالحین، حدیث: ۴۶۶، ص۹۴

۱۵۔ بخاری، ا جلد۲ ص۹۶ کتاب الرّد علی الجہمیہ

۱۶۔ بخاری، بحوالہ الترغیب والترھیب، ص۴۲۳، ترمذی، ص۴۲۱

۱۷۔ الضحیٰ: ۱۰،۹ ۱۸۔ بقرۃ: ۲۶۴

۱۹۔ مسند طیالسی: ۲۰۸ ۲۰۔ النسآء: ۱۲،۱۱

۲۱۔ الحشر: ۷ ۲۲۔ الحشر: ۹

۲۳۔ محمد: ۳۸ ۲۴۔ التکاثر: ۸

۲۵۔ ھمزہ: ۳،۲،۱

۲۶۔ بخاری: کتاب العلم باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ حدیث ۷۶

۲۷۔ توبۃ: ۳۴ ۲۸۔ الزخرف: ۳۲

۲۹۔ الذٰریٰت: ۱۹ ۳۰۔ مسند احمد بن حنبل: جلد۵ ص۱۷۶

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۳۱۔　فتح الباری، جلد۲ص۴۰۱، وطبقات ابن سعد ص۲۰۶

۳۲۔　توبہ:　۳۴　　۳۳۔　الضحیٰ:　۱۰

۳۴۔　بقرۃ:　۲۷۳　　۳۵۔　بقرۃ:　۱۹۷

۳۶۔　بخاری۔کتاب الزکوٰۃ باب(اتقوا النار ولو بشق تمرۃ) حدیث۱۴۱۳

۳۷۔　مسلم کتاب الزکوٰۃ، باب ترک استعمال آل النبی علی الصدقۃ: جلد۳ص۹۶

۳۸۔　الدھر:۹　　۳۹۔　بقرہ:　۲۶۲،۲۶۳

۴۰۔　صحیح مسلم: کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ جلد۳ص۵۷

۴۱۔　بقرۃ:　۲۷۱　　۴۲۔　بقرۃ:　۲۶۷

۴۳۔　بقرۃ:　۲۷۳

۴۴۔　ابوداؤد: کتاب الزکاۃ، باب کراہتہ المسئلۃ جلد۱ص۶۷۱

۴۵۔　ابوداؤد: کتاب الزکاۃ، باب کراہتہ المسئلۃ جلد۱ص۶۷۱

۴۶۔　صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ باب الاستعفاف من المسئلۃ حدیث۱۴۶۹

۴۷۔　ترمذی: کتاب الزکاۃ جلد۱ص۲۵۲

۴۸۔　بخاری: کتاب الزکاۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ حدیث۱۴۸۰

۴۹۔　ابوداؤد، کتاب الزکاۃ ص۶۶۸ جلد۱

۵۰۔　بخاری، کتاب التفسیر باب قول اللہ عزوجل ''لایسئلون الناس الحافاً'' حدیث۴۵۳۹

۵۱۔　بخاری، کتاب الزکاۃ، باب من سأل الناس تکثراً حدیث۱۴۷۴

۵۲۔　تفسیر کبیر، جلد۴ص۶۸۱

مصادر و مراجع

۱۔　البستانی، فواد افرام، منجد الطلاب، دارالمشرق۔ بیروت لبنان، ۱۹۸۱م

۲۔　کیرانوی، مولانا وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، دار اسلامیات لاہور ۲۰۰۱م ۱۳۲۲ھ

۳۔　بخاری، محمد بن اسماعیل، مختصر صحیح البخاری المسمی التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح، دار السلام للنشر و التوزیع الریاض، ۱۴۱۷ھ

۴۔　النووی، محی الدین ابی بکر زکریا یحی بن شرف، ریاض الصالحین، دار القاسم للنشر والتوزیع، الریاض،

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۴۲۲ھ

۵۔ مسلم بن الحجاج، القشیری ، الجامع الصحیح المسلم ، بیروت، دار الوفا، ۱۹۹۸م

۶۔ ابوداؤد، سلمان بن اشعث ، کتاب السنن، بیروت، دار الجیل ۱۹۹۲م

۷۔ محمد فواد عبد الباقی، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، سہیل اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۷م

۸۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، تحقیق احمد شاکر، طبعۃ دار المعارف بمصر۔

۹۔ الترمذی، ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی، طبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی ، القاہرہ

۱۰۔ ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد ابراہیم اُبی شیبہ العبسی ، مصنف ابن ابی شیبہ، محقق ، کمال یوسف الحوت، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۰۹ھ

۱۱۔ الطیالسی ، سلیمان بن داؤد، مسندابی داؤد الطیالسی، محقق، محمد بن عبد المحسن الترکی، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹م

۱۲۔ التبریزی، محمد بن عبد اللہ الخطیب ، مشکوٰۃ المصابیح، دار الدعوۃ السلفیۃ، لاہور، ۱۴۱۱ھ ۱۹۹۰م

۱۳۔ الرازی، فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین، تفسیر کبیر، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱م

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.